Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities 444
Vol 4 (4) Oct-Dec, 2018 pp.444-465.
ISSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com. Email:editor@gjmsweb.com
Impact Factor value = 4.739 (SJIF).

EFFECT OF ENFORCEMENT OF HUDOOD ORDINANCE ON PAKISTAN'S SOCIETY

حدود آرڈیننس کے نفاذ کے پاکستانی معاشرے پر اثرات

حافظ عبدالرحمن شاہد [1]، ڈاکٹر مقبول حسن گیلانی [2]

ABSTRACT- *The objective of this research paper is to analyze the impact of Hudood Ordinance 1979 on Pakistan's society. We examined all legislation made in Pakistan during last six decades and the role of different Regimes and institutions. We conclude that there are parallel English laws are existing and most of the decisions are made in accordance with them. It means that the society is not reaping benefits from the enforcement of Hudood Ordinance in real term. We suggest that the enforcement of Hudood Ordinance is imperative to less the crime rate and social problems.*

Key words*: Hudood Ordinance, English laws, social issues, crime rate.*

Type of paper: ***Original Research paper***
Paper received: 18.07.2018
Paper accepted: 10.09.2018
Online published:01.10.2018

---

1. M.Phil Scholar, Department of Islamic studies, Institute of Southern Punjab, Multan. ashahid016@gmail.com
2. Associate Professor, Government College, Jalalpur Pirwala. Multan. maqbool.gilani@gmail.com.

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حدودوتعزیرات کی ضرورت واہمیت:

روز اول سے ہی حضرت انسان کو قانون کا پابند کیا گیا ہے،کائنات میں کوئی ایسی مخلوق نہیں جو فطری تقاضوں کی پابند نہ ہو،اس لئےتو کائناتی نظام میں ایک تسلسل اور طے شدہ اصولوں کے تحت اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہے،انسان ایسی مخلوق ہے جو فطری خوبیوں سے بھی مزین ہے لیکن اختیارات جیسی آزادی سے بھی بہرہ ور کیا گیا ہے،اس لیے قدرت نے اسے اصول وضوابط کے خوبصورت راستوں میں مقید کیا یعنی انسان کی خوبصورتی اسی میں ہے کہ وہ قوانین قدرت کو بروئے کار لاتے ہوئے کائنات کے حسن میں موجب اضافہ بنے،اس کےلئے اللہ رب العزت نے انبیاء علیہم السلام کا ایک لا متناہی سلسلہ شروع کیا جو نبی آخر الزماں حضرت محمدﷺ کی ذات با برکات پر منتج ہوا اور احکامات کون ومکان اور تعلیمات رسولﷺہمہ گیر اور فطرت کی آئینہ دار ہیں،اور اس کے ساتھ ساتھ تا قیامت نوع انسانی کیلئے ہر لمحہ کامیابی کی ضمانت بھی ہیں۔

انسان کو اللہ تعالٰی نے مجموعہ انسداد بنایا ہے اس میں ملکیت بھی ہے جو لطیف جذبات اور پاکیزہ خیالات پیدا کرتی ہے اور انسان کو اعمال خیر کی طرف مائل کرتی ہے اور بہمیت بھی ہے اور جو اس میں سفلی جذبات فسق وفجور کے ارادے پیدا کرتی ہے اللہ تعالٰی نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:۔

’’وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰى هَا۔ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰى هَا ۔قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰى هَا ۔وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰى هَا’’(1)

(قسم ہے نفس کی اور اسے درست بنانے کی پھر سمجھ دی اسکو بدکاری سے اوربچ کر چلنے کی۔ جس نے اسے پاک کیا وہ کامیاب ہوا اور جس نے اسے خاک میں ملا دیا وہ ناکام ہوگا)

اس کے باوجود انسان بعض اوقات نفس وشیطان کے دھوکے میں مبتلا ہو کر ان حدوں کو توڑدیتا ہے جبکہ آگے بڑھنے سے منع کیا گیا ہے تو ضرروری ہوا کہ انسان کو صحیح ڈگر پر لگانے کےلیے سزائیں مقرر کی جائیں تاکہ آئندہ وہ غیر اخلاقی اور ذلیل حرکات سے بچ سکے، نیز اس کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی عبرت پکڑیں۔

حدوداورتعزیرات کا مفہوم:۔

اسلام میں سزائیں دو قسم کی ہیں۔

1) حدوداللہ

2) تعزیرات

اسلامی حدود سے مراد اللہ کے مقرر کردہ احکام و فرائض ہیں جن کےبجا لانےکا مطالبہ کیا گیا ہے۔اور ان کی مخالفت معصیت الٰہی ہے۔قرآن میں ہے:۔

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ تِلْكَ حُدُوْدُ اللهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ (2)

‘‘ اور عورتوں سے اس وقت مباشرت نہ کرو جب کہ تم مسجدوں میں اعتکاف میں ہو، یہ اللہ تعالٰی کی حدود ہیں تم ان کے قریب بھی نہ جاؤ۔ اسی طرح اللہ تعالٰی اپنی آیتیں لوگوں کے لئے بیان فرماتا ہے تاکہ وہ بچیں۔’’

جیسا کہ حدیث میں ہے:۔

’’ بے شک حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ شکوک ہیں جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے پس جو شبہ میں ڈالنے والی چیز سے بچا اس نے اپنے دین اور عزت کو محفوظ کر لیا اور جو شبہ ڈالنے والی چیزوں میں پڑ گیا تو وہ حرام میں پڑ گیا۔اس کی مثال اس چراہے کی ہےجو کسی دوسرے کی چراگاہ کے ارد گرد چراتا ہے اور ہر چراگاہ کی حد ہوتی ہے تو قریب ہے کہ جانور اس چراگاہ میں سے چر لیں خبردار رہو بادشاہ کے لئے چراگاہ کی حد اسکی حرام کردہ چیزیں “(3)

بہت سارے جرائم ایسے ہیں کہ جن پر حدودلاگو نہیں ہوتیں یا ان پرحدود جاری ہو سکتی ہیں مگر ثبوت نا کافی ہیں۔یا ضابطہ کے مطابق شہادت موجود نہیں یا شبہات کی وجہ سے حد ساقط ہو رہی ہے،تو ان مجرموں پر حدود قائم نہیں ہوں گی مگر تعزیرا حاکم وقت سزا دے گا۔

ڈاکٹر وہبہ زحیلی لکھتے ہیں :۔

"تعزیرات وہ سزائیں کہلاتی ہیں جوشریعت نے مقرر نہیں کیں اوران کی نوعیت اورمقدر کوحاکم وقت کے سپرد کیا گیا ہے"(4)

اگر ہم قرآن وحدیث کا بغور مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس دنیا فانی میں سزا دوقسم ہے۔ایک حدود اور دوسری تعزیر ۔حدود کو اللہ اور کے رسولﷺ نےمقرر کیا ہے جبکہ تعزیر کو جرم یا گناہ کی نوعیت اور حالات کے پیش نظر وقت کا حاکم،امام یا وقت کا قاضی مقرر کرے گا کہ جس کی بدولت دنیا سے گناہ کی نحوست کا خاتمہ ممکن ہو سکے یا کم ہو سکے۔

حدود اور تعزیر کی شرعی حیثیت

ارشاد باری تعالٰی ہے:۔

''وَمَنْ یَّعْصِ اللہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَہٗ یُدْخِلْہُ نَارًا خَالِدًا فِیْھَا وَلَہٗ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ''(5)

"اور جو شخص اللہ تعالٰی کی اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کرے اور اس کی مقرہ حدوں سے آگے نکلے اسے وہ جہنم میں ڈال دے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا ایسوں کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔"

چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی(م۔1174ھ)کے نزدیک ایسے پانچ جرائم ہیں:۔

1) زنا 2) چوری 3) راہ زنی 4) شراب نوشی 5) زنا کی تہمت لگانا

پاکستان میں حدود کا آغازوارتقأ

پاکستان میں حدودکے نفاذ میں پیش رفت کو چارادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(1) قیام پاکستان سے مارشل لاٗ تک:۔(14اگست1947-7اکتوبر1958)

پاکستان ایک اسلامی ریاست قرار دیئے جانے کے باوجود اس کا کوئی دستور اسلامی نہ بن سکا،آٹھ سالہ جدوجہدکے بعداس کا پہلادستور1956ءمیں منظور ہواجواپنے کامل نفاذ سے قبل ہی معطل کر دیا گیا، بھی ماشل لاء کی نظر ہو گیا۔

'' جولائی1952ءمیں ایک دستوری کمیٹی بنائی گئی جو اس وقت کے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین نے ایک اسلامی آئین قرار داد مقاصد کی روشنی میں تیار کرایا کہ ان کی وزارت عظمیٰ کا دھڑن تختہ ہو گیا۔ 1955ء میں پاکستان کی نئی دستور ساز اسمبلی وجود میں آئی، اسمبلی آئین کی منظوری دی، اس آئین کا ابتدائیہ کچھ اس طرح تھا :۔

1) قرآن سنت کے منافی تمام قوانین کو منسوخ کر دیا جائے گا۔

2) موجودہ قوانین کو قرآن وسنت کے مطابق تبدیل کر دیا جائے گا۔

3) قوانین کو اسلامی رنگ دینے کے لئے ایک اسلامی نظریہ کی کونسل تشکیل دی جائے گی جو پانچ سال کے اندر اندر تمام غیر اسلامی قوانین کو اسلامی بنانے کے لئے سفارشات مرتب کرے گی۔

4)عصمت فروشی، قمار بازی،شراب نوشی اور منشیات خوری ممنوع ہو گی۔(7)

23 مارچ1956ءکو یہ دستور نافذ ہوا۔

(2) ایوب خان اور یحییٰ خان کا دور حکومت:

(7اکتوبر1958ء۔ستمبر1971ء

جون 1962ءمیں صدر محمد ایوب خان نےایک نیا آئین نافذ کیا جس میں صرف ایک شق اسلامی تھی اور وہ یہ کہ ملک کا کوئی قانون قرآن سنت کے خلاف نہ ہو گا اس قانون سازی میں مشاورت کے لئے ایک اسلامی مشاورتی کونسل اور اسلامی تحقیقاتی ادارہ کے قیام کا ذکر بھی کیا گیا،

1969ء میں محمد یحییٰ خان عبوری عرصہ کے لئے صدر بنے اور نفاذ حدود کے سلسلہ میں کوئی پیش رفت نہ ہوئی۔ (8)

(3) عوامی دور سے دوسرے مارشال لاء تک:

1971 ءمیں ذولفقار علی بھٹو برسر اقتدار آئے۔چنانچہ1973ء میں ایک مسودہ دستور پر غور ہوا جو پارلیمنٹ کی منضوری کے بعد 1973ء کا دستور کہلایا ،یہ دستور 12اپریل 1973ء کو متفقہ طور پر منظور ہو گیا۔

(4) جنرل محمد ضیاء الحق کے دس سال:

(1977ء---1987ء)

6/5جولائی1977 کو ملک میں ایک بار پھر مار شال لاء نافذ ہوا، ستمبر1977ءمیں اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیل نو کی اور اسے یہ فریضہ سونپا کہ وہ غیر اسلامی قوانین کی نشاندہی کرے

ڈاکٹر نور احمد شاہتاز اس کے بارے میں لکھتے ہیں :۔

صدر نے حدود آرڈیننس مجریہ 1979ء کے تحت پانچ قوانین حدود بھی نافذ کئے یعنی حد سرقہ،حد حربہ،حد زنا،حد قذف اورحد شرب/خمر۔(9)

شریعت بل:۔

مولانا سمیع الحق مرحوم اور مولانا عبد اللطیف نے ایک بل شریعت بل کے نام سے13جولائی1985ء کو سینٹ میں پیش کیا۔ شریعت بل سینٹ کی اسٹینڈ نگ کمیٹی برائے قانون وپار لیمانی امورکے سپرد کر دیا گیا۔

اس بل کے بارے میں ڈاکٹر نور احمد شاہتاز لکھتے ہیں:-

سلیکٹ کمیٹی نے اس بل پر غوروخوض کے بعد 12دسمبر1985ء کو اپنی رپورٹ پیش کی۔ (10)

چاہیے یہ تھا کہ ان آراء کے بعد بل فوری طور پر منظور کر لیا جائے مگر کمیٹی بنائی گئی تو اس کی کمیٹی کی مخالفت ہوئی، مگر بل کی حمایت یافتہ مذہبی جماعتوں نے متحدہ شریعت محاذ کے نام سے ایک پلیٹ فارم بنایا تاہم13 مئی 1990ء کو سینٹ نے متعدد ترامیم کے بعد شریعت بل منظور کر لیا۔

اسلامی نظریاتی کونسل کا حدود آرڈیننس کی منظوری میں کردار

اسلامی نظریاتی کونسل کا تعارف اور مختصر کارکردگی:۔

1962 ءکے دستور کی دفعات 206-199 میں اسلامی نظریہ کی مشاورتی کونسل کے قیام کا ذکر ہوا ۔

نور احمد شاہتاز لکھتے ہیں:-

اس کونسل نے اگست1962ءسے فروری1964ءتک کام کیا۔فروری1964ءمیں کونسل کے چیئرمین اور دیگر ممبران کے استعفٰی کے بعد علامہ علاءالدین صدیقی وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی کو کونسل کا چیئرمین مقرر کیا گیا،1965ءمیں تعداد آٹھ سے بڑھا کر نو کر دی گئی، اس کونسل نے جنوری 1972ء تک فرائض سر انجام دئے اورمجموعہ قوانین پاکستان کی سترہ جلدوں پر اسلامی نقطہ نظر سے غوروخوض کیا اور مندرجہ ذیل قوانین کو شریعت کے مطابق بنانے کے لئے مکمل ترامیم وتجاویز شامل کیں۔

1) قمار بازی ایکٹ(The Gambling Act -1878)

2)طلاق ایکٹ (The Divorce Act-1869)

3) قانون ولی اور زیر ولایت The Guardians&Wards Act -1890)

4) قانون شہادت (The Evidence-1872)

5) قانون جذامیاں (The Lepers Act-1898)

6) قانون جواز ازدواج(The Marriage Validation Act-1892)(11)

کونسل نے اپنا کام جاری رکھا،مختلف ریفرنسز کونسل کو کوٹ کی گئیں ،اراکین دن رات محنت کی اور اپنے ہونے کا مقصد واضع کر دیا۔

''کونسل نے19سرکاری ریفرنسز پر اپنے جوابات ارسال کئے،24مختلف،مفصل تجاویز حکومت کو پیش کیں جن کا تعلق معاشرہ کو اسلامی خطوط پر استوار کرنے کے عمل سے تھا ان میں سے بعض اہم تجاویز مندرجہ ذیل امور کے متعلق تھیں:۔

1) مسلم فیملی لاءآرڈیننس1961ء 2) سود

3) سرکاری تقاریب میں شراب کے استعمال پر پابندی 4) احترام رمضان

5) تعلیمی پالیسی 6) اسکولوں اور کالجوں میں اسلامیات کی لازمی تعلیم

7) زکوۃ کی رضاکارانہ وصولی 8) فلم سنسر بورڈ میں اسلامی ذہن رکھنے والے افراد کی نامزدگی''(12)

1973ء کے دستور کی پارلیمنٹ سے منظوری کے بعد فروری1974ء کو اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیل نو ہوئی،مسٹر جسٹس حمود الرحمان کو اس کا چیئرمین نامزد کیا گیا جو سپریم کورٹ آف پاکستان کے سابق چیف جسٹس تھے،اس کونسل نے اپنے تین سالہ دور(فروری1974ءتا فروری1977ءتک)میں اسلامائزیشن کے حوالہ سے 31سفارشات حکومت کو پیش کیں ان میں نفاذ حدود کی سفارش خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

کونسل کی سفارشات مندرجہ زیل امور سے متعلق تھیں:۔

1) ہجری تقویم کی ترویج

2)ہ فتہ وار تعطیل کے لئے جمعہ کے دن کی سفارش

3) سادہ قومی وسرکاری لباس کی سفارش

4) سرکاری تقریبات میں سرکاری لباس کی سفارش

5) اوقات نماز میں تقریبات کا التواء

6) ملازمین کی سالانہ خفیہ رپوٹوں میں ان کے اسلامی کردار کے اندراج کا اہتمام

7) مقابلہ کے امتحانات میں اسلامی نظریہ حیات کا مضمون شامل کرنے کی سفارش

8) سرکاری دفاتر میں اوقات نماز میں وقفہ نیز سرکاری تقریبات میں وقفہ کرنے کی سفارش

9) مسجد کی مرکزیت(سرکاری خرچ میں ملک بھر میں نمایاں مقامات پر مسجد کی تعمیر کی سفارش

10) نماز جمعہ میں اصحاب اقتدار کی شمولیت کی سفارش

11) پرائمری تعلیم تک تعلیم میں ثنویت کا خاتمہ(یعنی اس سطح تک دینی مدارس اور دیگر اسکولوں کی تعلیم میں یکسانیت پیدا کرنے کی سفارش

12) اسلامی معاشرہ کی تشکیل

13) قانون کی تعلیم میں مسلمہ مکاتب فقہ کے ابواب کی شمولیت کی سفارش

14) ریڈیو ٹیوی پر پنجگانہ اذان نشر کرنے کی سفارش

15) تبلیغ کے لئے سرکاری انتظامات کی سفارش

16) نظام زکوۃ کے قیام کی سفارش

17) ربا کی ممانت

18) سرکاری تقریبات میں ممنوعات(حرام اشیاء) کے استعمال کی ممانت کی سفارش

19) فحاشی کے سدباب کی سفارش

20) سرکاری تقریبات میں رقص وسرور کی نمائش پر پابندی کی سفارش

21) عصمت فروشی کے خاتمہ کی سفارش

22) دیگر سماجی برائیوں مثلا ''فحاشی،ملاوٹ،ذخیرہ اندوزی وغیرہ پر جسمانی سزاؤں کی سفارش

23) تعزیرات پاکستان میں سزائے زنا میں ترمیم(یعنی غیر شادی شدہ عورت سے زنا پر سزا کی سفارش

24) زنا بالجبر کی سزا برسرعام دینے کی سفارش(قانون میں موجود زنا بالجبر کی سزا میں پچاس کوڑوں کی مزید سزا کی سفارش)

25)سٹیج،ٹی وی میں نسوانی رقص کی ممانت کی سفارش

26) ہوٹلوں اورعام مقامات پر حرام اشیاء کے استعمال کی ممانت

27) شرط لگا کر گھڑدوڑ کی ممانت

28) روزہ کی برسرعام بے حرمتی کو قابل تعزیر بنانے کی سفارش (13)

اسی دور کی بات کرتے ہوئے نور احمد شاہتاز اقم دراز ہیں :

مذکورہ بالا سفارشات میں سے بیشتر مختلف ادوار میں منظور ہو کر عملا'' قانونی شکل میں نافذ ہو چکی ہیں،علاوہازیں1962ءسے1977ءتک کونسل کی مرتب کردہ سفارشات کی بنیاد پر فلاحی معاشرہ کے قیام کی خاطر مندرجہ زیل اہم امور انجام پائے۔

1) احترام رمضان آرڈیننس کا اجراء 2) ملک کی ہر یونیورسٹی میں شعبہ اسلامیات کا قیام

3) امتناع شراب 4)گھڑدوڑ اور جوئے کا خاتمہ

5) نائٹ کلبوں کا خاتمہ 6) جمعۃالمبارک ہفتہ واری تعطیل (14)

''1977ء میں ملک میں مارشال لاء کے نفاذ کے بعد اسلامی نظریاتی کونسل کا چیئرمین جناب محمدافضل چیمہ(ریٹائرڈ جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان) کو مقرر کیا گیا جو 1980ءاس عہدہ پر فائز رہے۔اس عرصہ میں اسلامی نظریاتی کونسل نے ڈاکٹر معرف الدوایسی کی زیر نگرانی ایک مسودہ قانون بعنوان قوانین نفاذ حدود مرتب کیا جس میں مندرجہ ذیل حدود کو شامل کیا گیا:۔

1) حد زنا 2) حد سرقہ

3) حد حرابہ 4) حد شرب خمر

5) حد قذف (15)

اس کے بارے میں سید افتخار علی گیلانی لکھتے ہیں:۔

1977ء میں جنرل ضیاء الحق مرحوم کی قیادت میں عساکر پاکستان نے ملک کا نظم ونسق سنبھالا۔ انہوں نے کونسل کی ازسرنو تشکیل کی، اس سے پہلے ملک میں مجموعہ تعزیرات پاکستان کے تحت سزائیں دی جاتی تھیں جس میں بہت سے قوانین اسلامی قانون سے متصادم تھے۔ مثلاً زنا کاری کے جرم سے متعلق دفعہ 497 میں اسلامی قانون کے برعکس مجرم کا خاوند کی رضامندی یا چشم پوشی کی صورت میں کیا جانے والا جرم زنا مطلقاً قابل مواخذہ نہیں سمجھا گیا، نیز اس قانون میں بیوی کو بھی اعانت جرم کیلئے قصور وار نہیں ٹھہرایا جاتا تھا۔ چنانچہ قرآن وسنت کی اصطلاح کے مطابق زناکاری سے متعلق دفعات کو تبدیل کیا گیا، جس میں زنا کرنے والے غیر شادی شدہ مرد وعورت کو سوکوڑے لگائے جائیں گے اور ان کے شادی شدہ ہونے کی صورت میں انہیں سنگسار کیا جائے گا۔ چنانچہ زنا کے علاوہ سرقہ، ڈکیتی، امتناع شراب، تہمت زنا وغیرہ کی سزا کو شریعت کے مطابق دینے کے طریقوں سے متعلق پانچ حدود

آرڈیننس اس کونسل نے تیار کرکے حکومت کو پیش کئے، جنہیں 12 ربیع الاول 1399ء بمطابق 10 فروری 1979ء کو ملک میں نافذ کردیا گیا۔(16)

حدود آرڈیننس میں قومی اسمبلی کا کردار:۔

قومی اسمبلی پاکستان کی ایک دستور ساز اسمبلی ہے،جس کے دائرہ اختیار میں دستوری ترامیم،سفارشات کی منظوری،نئے قوانین کا نفاذ،نافذ شدہ قوانین کی تنسیخ یاسی طرح کے دیگر امور ہیں جن کا تعلق ملکی معاملات چلانے اورقانون سازی سے ہے۔ یوں تو قومی اسمبلی کی نیک نامی میں بہت سے کام ہونگے،مگر حدود کے سلسلہ میں قومی اسمبلی کی کارکردگی تاریخ پاکستان کےشروع کے تیس سالوں میں قابل رشک نہیں رہی،تاہم ضیاء دور میں نفاذ حدود کے سلسلہ میں اس نے کافی کام کیا،جس کے بارے میں نور احمد شاہتاز اس طرح لکھتے ہیں:۔

''اسمبلی نے 16اکتوبر1985ء کو ایک قرارداد پاس کی،جس کا مقصد ملکی قانون میں قرآن وسنت کو بالا دستی عطا کرنا تھا ''(17)

قومی اسمبلی کا منظور کردہ''آٹھویں ترمیم کا بل''

جس دن مجلس شوریٰ(پارلیمنٹ) کا پہلا اجلاس ہوا تھا تو آرٹیکل نمبر41کی دفعہ(7) کے مطابق عمل کرتے ہوئے مشترکہ اجلاس میں جو فیصلہ کیا گیا1973ءکے دستورکی بحالی کاآرڈر1985ء(پی او نمبر4آف1985ءدستور میں(دوسری ترمیم کا)آرڈر1985ء۔دستور میں (تیسری ترمیم کا)آرڈر نمبر1985ء(پی او نمبر34آف1985ء)اور5جولائی 1977ءسے اس آرٹیکل کے نافذ العمل ہونے تک تمام قوانین کی تصدیق و توثیق کی جاتی ہے۔ (18)

دستور کی آٹھویں ترمیم سے نفاذ حدود کے عمل کو حاصل ہونے والا تحفظ

پاکستان میں جب بھی آئین وقانون کی بات کی جائے اور خاص طور پر جب اس میں ترمیم کا ذکر ہو تو یہ ممکن نہیں کہ آٹھویں ترمیم کا ذکر نہ ہو،یوں تو آٹھویں ترمیم کے ذریعے صدر کو بہت سے اختیارات ملے، ان ترامیم سے نفاذ نظام شریعت میں مدد ملی۔

''نفاذ حدود کو موثر بنانے کے لئے آئین کی دفعہ3(الف) کے ذریعہ قرارداد مقاصد کو دیباچہ سے نکال کے آئین کا مستقل حصہ بنایا گیا جس کے وجہ سے ملک میں شرعی قوانین کا نفاذ ایک آئینی ضرورت قرار پایااور یوں نفاذ حدود کے لئے جو نظام شریعت کا ایک اہم جزو ہے

راہ ہموار ہوئی،چنانچہ اس کا ایک فوری فائدہ یہ ہوا کہ ملکی عدالتوں کو بعض ایسے قوانین کو ختم کرنے یا تبدیل کرنے کا پہلی بار موقع ملا جو خلاف اسلام تو تھے ہی مگر اب قراردادمقصد سے متصا دم ہونے کی بنا پرقانون سے متصادم ٹھہرے اوریوں انجام کو پہنچے۔اس دفعہ کو قانونی و آئینی تحفظ آٹھویں ترمیم سے حاصل ہوا۔

دستور میں باب3(الف)کا اضافہ کر کےوفاقی شرعی عدالت قائم کی گئی تھی،جس کا قیام ووجود نفاذحدود کے لئےاز حد ضروری تھا،اس کا قیام بھی مارشال لاءدورمیں عمل میں آیا تھا لہٰذاآٹھویں ترمیم کے ذریعہ ہی اس کے وجود کو آئینی جواز اور اس کی بقا کی ضمانت ہو سکی۔''(19)

آٹھویں ترمیم کے علاوہ قومی اسمبلی نےشریعت بل منظور کر کے بھی نفاز حدود کے عمل میں اپنا کردار ادا کیا، گو یہ شریعت بل اتنا جاندار نہیں اور علمی حلقوں سے اسے تنقید بھی بنایا گیا اور اس پر کافی لے دے ہوئی تاہم قومی اسمبلی کے دیگر کارناموں کے ساتھ ساتھ ''اسلامی کارناموں ''میں یہ بل بھی شامل ہے۔

حدود آرڈیننس کے نفاذمیں مشکلات اور معاشرے پر اثرات

نفاذ حدود کے اعلان کے وقت ملک میں موجود جج صاحبان،عدلیہ اور پولیس کے عملہ کی کیفیت یہ تھی کہ وہ شرعی قوانین سے بالکل کورے تھے اور ان کو عربی زبان بھی نہیں آتی تھی،شریعت فیکلٹی اور جامعہ اسلامیہ کی خدمات بھی حاصل کی گئیں لیکن چند ہفتوں کے کورسز سےیہ کام چلنے والا نہ تھا،اگرچہ اس وقت شرعی عدالتوں میں گنتی کے چند ججوں کی تقرری سے یہ کام چلنے والا نہ تھا،چاہیے یہ تھا کہ ضلعی اور تحصیل کی سطح پر قاضیوں کا تقرر کیا جاتا مگر ایسا نہ ہوا جس کی وجہ سے نفاذ حدود کے ثمرات ظاہر نہ ہو سکے۔

غرضیکہ ضیاء دور میں نفاذ حدود کے عمل میں بعض خامیوں کی بنا پر نفاذ حدود کا یہ مبارک و مستحسن اقدام دوررس نتائج کا حامل اور معاشرہ سے جرائم کے خاتمہ کے سلسلہ میں خاطر خواہ کامیابیوں کا باعث نہ بن سکا۔

جبکہ نبی کریمﷺنے اسلامی نظام کے لئے باقاعدہ حکومت قائم کی اور پھر بتدریج اسلام کا مکمل نظام عدل رائج کیا آپﷺ نے نظام کے نفاذ سے قبل ذہنی طور پر لوگوں کو اس کے لئے تیار کرنے کا جوکام تھا وہ مکمل کیا جا چکا تھا آپﷺ نے سب سے زیادہ توجہ افراد کی ذہن سازی اور اخلاقی تربیت پر فرمائی اور افراد کو اپنی ذاتی توجہ سے نوازہ اور اس کی

ذہنی تعمیر نو اور اخلاقی تشکیل جدید کا کام براہ راست خود کیا یا اپنی نگرانی میں کرایا ۔بد قسمتی سے ہم نے مغرب ولا دینی تصورات کے زیر اثر اشیاء کے ظاہری پہلوؤں اور ادارہ سازی وشکللیات پر غیر معمولی توجہ دے کر فرد کو نظر انداز کیا،افسوس کہ ہم نے افراد کی تربیت کے بارے میں قرآن سے راہنمائی لینے کی کوشش ہی نہیں کی ورنہ قرآن تو ببانگ دہل کہہ رہا ہے

‘‘اِنَّ اللہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ’’(20)

‘‘بے شک اللہ نے کسی قوم کو نہیں بدلہ حتٰی کہ انہوں نے خود اپنے آپ کو نہ بدلہ’’

پس ہم یہ ماننا پڑے گا کی نظام حدود کا نفاذ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ہم افرا دکی ذہن سازی نہ کر سکے۔

حدود آرڈیننس کے معاشرے پراثرات:

اسلامی حدود کا انفرادی اور اجتماعی زندگی پر اثر:۔

انسان اپنی زندگی میں افعال کرتا ہے ان میں بعض افعال اس کی ذاتی یا انفرادی زندگی کو اور بعض افعال انسان کی اجتماعی زندگی کو متاثر کرتے ہیں جو کہ معاشرہ میں بہتری یا بگاڑ کا سبب بنتے ہیں ۔اسلام نے ان تمام پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئےحد بندی کی ہے جو انفرادی اور اجتماعی و معاشرتی زندگی کو متاثر کر کے نقصان کا باعث بن سکتے ہیں۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان ہی جرائم کو ہی کیوں سزاؤں کےابدی تعین کےلیے منتخب کیا گیا ہے،ان سزاؤں کو بھی دیگر جرائم کی طرح عدلیہ یا مقننہ پر چھوڑدیا جاتا۔

مفتی تقی عثمانی کی رائے:۔

‘‘میں ذاتی طور پر اس حقیقت پر ایمان رکھتا ہوں کہ وحی الہٰی کسی بات پر اسی وقت اسرار کرتی ہے جب عقل انسانی کے کسی معاملہ میں ٹھوکر کھانے کا احتمال ہوتا ہے لہٰذااس معاملے کا تصفیہ عقل انسانی کے حوالےکرنے کی بجائےوحی الٰہی کی طرف سے اس کا دو ٹوک فیصلہ کر دیا جاتا ہےکہ کسی کی سمجھ میں آئے چاہے نہ آئے،یہ فیصلہ ہر حالت میں واجب التعمیل ہے۔ایسے معاملات میں بکثرت ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس فیصلے کی تعمیل کچھ غیر مرئی یا معنوی فوائد کی بھی حامل ہوتی ہے،جن میں سبب اور مسبب کا رشتہ قابل دریافت نہیں ہوتا۔شاید

حدود کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے اور اسی لیے آنحضرتﷺ کا یہ ارشاد متعدد صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے روایت فرمایا ہے کہ:-

''اللہ کی زمین مین کسی ایک حد کا عملی نفاذ چالیس روز کی بارش سے زیادہ بہتر ہے'' (21)

اس لحاظ سےایک اسلامی ملک میں حدود کے نفاذ کی اہمیت بالکل واضح ہے اورا س پر دلائل قائم کرنے کی ضرورت نہیں-یہ بات درست ہے کہ جب تک ایک سراسر غیر اسلامی نظام قانون کو اسلامی سانچے میں ڈھالنا ہو تو اس میں ترجیحات کے تعین میں آراء مختلف ہو سکتی ہیں،لیکن جہاں تک نفاذ حدود کا تعلق ہے اس کی اہمیت شک وشبہ سے بالاتر ہے-یہ بات بھی درست ہے کہ''حدود'' اسلامی نظام قانون کا حصہ ہے،اسلامی قانون اس میں منحصر نہیں ہے،نیز اسلام نے قانون کی جکڑ بندی کے علاوہ اصلاح معاشرہ کے لئے بہت سے احکام دیئے ہیں،جن سے جرائم کی روک تھام میں بڑی مدد ملتی ہے-

لہٰذا ایک اسلامی حکومت کا کام صرف نفاذحدودنہیں ہے بلکہ ایک ایس ماحول پیدا کرنا بھی اس کی ذمہ داری ہے جس کے نتیجے میں نفاذحدود کی نوبت کم سے کم آئے-'' (22)

مقاصد نفاذحدود اور معاشرتی زندگی:-

شریعت اسلامیہ نےحدود جاری کرنے میں خصوصیات کے ساتھ دو مقاصد پیش نظر رکھے ہیں-

1-سزا کا خوف:-

مجرم میں سزا کا خوف پیدا کرنا تاکہ وہ دوبارہ جرم کا ارتکاب نہ کرے-

2- سامان عبرت:-

مجرم کو دوسروں کے لیے سامان عبرت بنا دینا تاکہ دوسرے لوگ اس جرم کے ارتکاب سے پرہیز کریں-

سورہ النور میں ہے ''زنا کار عورت و مرد میں ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ- ان پر اللہ کی شریعت کی حد جاری کرتے ہوئے تمہیں ہرگز ترس نہ کھانا چاہیئے، اگر تمہیں اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہو ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت موجود ہونی چاہیے''-(23)

محض سزا دینا مقصود نہیں بلکہ عبرت کا ذریعہ بنانا مقصود ہے-تفسیر ابن کثیر میں ابن عمررضی اللہ عنہ کے حوالہ سے سزا دینے کا مقصد درج ہے کہ''تاکہ وہ اپنے اس گناہ سے باز رہے اوران کی یہ سزا دوسروں کے لئے عبرت بنے''-(24)

اب بات بالکل واضح ہو گئی ہے کہ سزا سے کیا ہو گا؟

1۔فرد کی اصلاح ہو گی۔

2۔سزا کی نمائش سے معاشرہ دیگر افراد عبرت پکڑیں گے۔

چور کی سزا کا معاشرے پر اثر:۔

چوری کے معاملہ میں ایک چور کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے اسے سخت اذیت کا احساس ہوتا ہے اور عمر بھر کے لئےوہ جسمانی طور پرمعذور ہو کر احساس ندامت میں گرفتار رہتا ہے۔

قوی یقین ہے کہ وہ آئندہ ایسے فعل کے ارتکاب سے باز رہے گا اس طرح انفرادی اصلاح ہو گی اور جب ایک شخص معاشرے میں اپنا کٹا ہوا ہاتھ لئے پھرتا رہے گا تو اسے دیکھ کر لاکھوں افراد عبرت پکڑیں گے۔

موجودہ دور میں اسلامی ممالک کی نفاذ حدود کی صورت حال:

سعودی عرب:۔

موجودہ دور میں سعودی عرب وہ ریاست ہے کہ جس میں اسلامی قوانین کا نفاذ موجود ہے۔

‘‘ قضا ءہی تمام دینی امور میں در پیش مشکلات کا حل پیش کرتی ہے اور قضا ءکا نظام شریعت مطہرہ کے تابع ہے،چنانچہ مملکت سعودی عربیہ کے تمام شہروں میں شرعی عدالتوں کا جال بچھا ہوا ہے۔’’(25)

سعودی عرب میں نفاذ حدود سے جرائم میں کمی:۔

اس بارے میں ڈاکٹر نور محمد شاہتاز لکھتے ہیں کہ:۔

‘‘سعودی عرب میں نفاذ حدود کے بعد سے جرائم کی شرع میں ریکارڈ کمی ہوئی ہے سعودی وزارت داخلہ کے1966ء کے سالانہ سروے میں دئیے گئے اعدادوشمار کے مطابق ہر ایک ہزار افراد میں جرائم کی شرع32فی صد تھی اور یہ پہلا سال تھا جب جرائم کی شرع معلوم کرنے کی خاطر سروے کیا گیا،اس سال کے بعد سے شرع جرائم میں خاطر خواہ کمی نوٹ کی گئی1975ء تک گھٹ کر 18 فی صد فی ہزار فرد تک پہنچ چکی تھی۔’’(26)

بقول خلیل حامدی:۔

‘‘1966ء میں میں جدہ شریعت کورٹ کے چیف جسٹس شیخ محمد علی الحرکان کے پاس تھا،موصوف کو اس وقت جدہ کی عدالت میں کام کرتے ہوئے15 سال گزر چکے تھے میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ نے اب تک کتنے فوجداری مقدمات میں سزائیں جاری کی ہیں انہوں نے بتایا کہ‘‘میری حدود عدالت جدہ سے رابع تک کئی سو کلومیٹر ےتک پھلی ہوئی ہے،میں نے ان 15 سالوں کے اندر اب تک قتل کے ایک کیس اور سرقہ کے دو کیسوں میں سزا نافذ کی ہے’’-(27)

آپ اندازہ لگائیں کہ اللہ کے حکم کو صادر کرنے کی کیا برکات ہیں،حالانکہ یہی وہ قوم تھی کہ ان میں اسلام سے قبل جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا قانون تھا اور معاشرہ کس قدر بے راہ روی کا شکار تھا ،امیر آدمی چوری کرتا تا معافی جبکہ غریب کرتا تو سزا دیتے،زنا اور شراب کی کثرت تھی۔

آزاد کشمیرمیں نفاذ حدود کا اثر :۔

آزاد کشمیر کے معروف سیاسی رہنماء سابق صدر اور وزیر اعظم سردار عبدالقیوم خان آزاد کشمیر میں نفاذ حدود کا تجربہ کرنے کے بعد اس نظام کی برکات کے بارے میں کہتے ہیں:۔

‘‘نفاذ شریعت کا مسودہ قومی اسمبلی میں پیش کرنے سے قبل میں نے انسپکٹر جنرل سے پیوستہ سال کے جرائم کی رپورٹ طلب کی،جرائم کی کمی کا اندازہ اس سے لگایئے کہ ایک سال کے عرصہ میں آزاد کشمیر میں صرف 21چوریاں ہوئیں جن میں سے 17 ایسی تھیں جو شرعا چوریاں نہیں بنتیں،کیونکہ جنگل سے لکڑی کاٹنے کی چوری کی گئی تھی۔’’(28)

آزاد کشمیر جو کہ پاکستان کے زیر اثر علاقہ ہے وہاں بھی حدود کے نفاذ کی برکات نظر آرہی ہیں،حالانکہ اس علاقے میں دنیا بھر سے مختلف ذہن رکھنے والے سیاہ آتے ہیں مگر ان کے آنے اور جانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

پاکستان میں نفاذ حدود کے اثرات:۔

پاکستان دنیا کی وہ واحد ملک ہے جو دو قومی نظریہ کی بنیادپر لاکھوں قربانیوں کا نذرانہ دینے کے بعدمعرض وجود میں آیا، اس ملک میں کئی بار اسمبلیاں ٹوٹیں اور مارشل لأ آیا،بیمار جمہوریت ہو یا مارشل لأ مگر جس بدترین انگریزی قانون سے نجات کےلئے لاکھوں قربانیاں دیں اسی قانون کے تحت آج بھی بہت سے مظلوم عوام کی قسمت کے فیصلے سنائے

جاتے ہیں اور کئی بار دینی حلقوں کی طرف سے نفاذِاسلام کی آواز اٹھی ، اسے مختلف حیلوں سے دبا دیا گیا یا ٹال دیا گیا۔

پاکستان میں حدود کے نفاذکا باقاعدہ اعلان

پاکستان میں باقاعدہ اعلان12 ربیع الاول1399ھ بمطابق10فروری 1979ء میں اس وقت کے آرمی چیف جنرل محمد ضیاء الحق کے ہاتھوں حدود قوانین کا نفاذ ہوا،اس طرح صدر پاکستان نےحدود آرڈیننس مجریہ1979ءکی روسے پانچ قوانین حدود نافذ کئے جس میں حدسرقہ،حدحربہ،حدزنا،حدقذف اور حد شراب شامل ہیں۔

پیر کرم شاہ صاحب الازہری نے اس اعلان کا خیر مقدم کرتے ہوئے لکھا تھا:۔

''جناب صدر نے جب سے حدود اسلامی کے نفاذ کا اعلان کیا ہے۔جو خبریں مجھ تک پہنچی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے چوروں نے اس سے ڈر کرچوری ترک کر دینے کا ارادہ کر لیا ہے،وہ لوگ اپنے آپ کو دوسرے پیشوں میں کھپانے میں کوشاں ہیں،امید ہےجرائم کی بڑھتی ہوئی شرح کو روکنےکےلئےحدود کے نفاذ کا اعلان از حد مئوثر ثابت ہو گا اور اگردو چار دفعہ عملی طور پر یہ سزائیں نافذ کر دی گئیں تو آپ دیکھیں گے کہ یہاں چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی آپ کو کوئی چور اور شرابی نہیں ملے گا''۔ (29)

اعلان تو ہو گیا اور نفاذ بھی ہو گیا ،مگر رائے عامہ میں اسے رائج کرنے کے لئے مزید اقدامات کی ضرورت تھی۔

پہلے اصلاح معاشرہ اور پھربہتر نتائج:۔

نتائج کے بارے میں مولٰنا سمیع الحق مرحوم لکھتے ہیں:۔

''حضور ﷺ نے ایسے معاشرےمیں یہ انقلاب انہی قوانین کے ذرریعے برپا کیا۔وہ لوگ تہذیب وتمدن سےبھی دور تھے۔جراءم میں مبتلا تھے لیکن فضا ایسی سازگار کرا دی گئ اور قلوب میں خوف خدا،تقوٰی،دیانت اور ان چیزوں کو اتنا رچایا بسایا گیا کہ جب اندر سے خدا کے خوف اور تقوٰی کی فضا پیدا ہوئی توایک اعلان کے ساتھ ہی شرابیوں نے شراب ہاتھ سے پھینک دی،ایک اعلان سے مدینہ کی گلیاں شراب سے بھر گیئیں، برتن توڑ دئیے گئےپھر زنا کی ممانت کا حکم آیا تو آپ تاریخ پڑھتے ہیں ایک مرد آتا ہے اور خود اعتراف کرتا ہے اور ایک عورت

آتی ہے اور کود اعتراف کرتی ہے کہ مجھ سے بشری کمزوری کی وجہ سے یہ جرم سرزد ہوا،وہاں پولیس اور فوج ان کو مجبور نہین کررہی تھی''(30)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب تک ہم انقلابی اقدامات نہیں کریں گے،ذرائع ابلاغ کو مؤثر نہیں بنائیں گے اور وہ تمام ذرائع جو تعلیم وتربیت کے ہیں ان کو ان خطوط پر نہیں چلائیں گے صرف سرسری اقدامات سےمعاشرے میں کوئی خاطر خواہ تبدیلی محسوس نہیں کر سکیں گے۔

حدود کے نفاذ کے بعد جرائم کی صورت حال:۔

اس کے بارے میں محمد عبد منیب صاحب رقم دراز ہیں:۔

''حدود آرڈیننس کے نفاذ ہونے کے باوجود عملا''انگریزی قانون کے مطابق فیصلے کئے جا رہے ہیں ہمارے 99%عائلی اور فوج داری قوانین انگریزی قانون کے مطابق ہیں اس دوعملی کی وجہ سےحدود کے مکمل نفاذ میں رکاوٹیں پیش آرہی ہیں۔جب عائلی اور فوجداری قوانین بغیر کسی ملاوٹ کے اسلامی ہونگے تبھی ان کے اثرات ظاہر ہونگے،ہمارے علم کے مطابق سوائے پپوکیس کے کسی جرم کی سزا حدود کے مطابق دی ہی نہیں گئی۔(31)

خلاصہ بحث:۔

آنحضرتﷺ نےفرمایا ہے کہ:۔

''اللہ کی زمین مین کسی ایک حد کا عملی نفاذ چالیس روز کی بارش سے زیادہ بہتر ہے''(32)

اس کا مطلب ہے کہ اللہ کی زمین پر اللہ کا حکم صادر کرنا کس قدر اہمیت کا حامل ہے،اور اس کی کتنی برکات ہیں ،اللہ کے احکامات پر عمل درآمد کے ثمرات ہر دور میں حاصل ہوتے رہے ہیں ۔

اس سلسلہ میں آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین کا دور سنہری نظر آتا ہے خاص کر خلفیہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کیونکہ آپ نے حدود پر سختی سے عمل کیا اور اس معاملہ میں کسی قسم کی رعایت نہیں کی۔ خلفائے راشدین کے بعد مسلمان شہنشاہ جو اپنی سلطنت کو چلانے میں کامیاب رہے جنہوں نے ان جرائم پر کنٹرول کیا اور حدود کے مطابق مجرموں کو سزائیں دیں۔ اگر تاریخ پر بغور نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ قومیں ختم ہو گئیں جو قتل و غارت، زنا ، چوری اور ڈاکہ جیسے جرائیم پر کنٹرول نہیں کر پائیں۔

''اسلامی ممالک میں فی الوقت سعودی عرب،ایران،یمن،سوڈان اور آزاد کشمیر و پاکستان میں شرعی حدود کا قانون رائج ہے،تا ہم اس پر سو فی صد عمل سعودی عرب ،سوڈان

اور قدرے ایران میں ہو رہا ہے۔دیگر اسلامی ممالک میں نفاذحدود کا قانون یا تو سرے سے مفقود ہے یا وہاں عرفی قوانین کو شرعی قوانین پر ایسی فوقیت حاصل ہے کہ نفاذ حدود عملا معطل ہے۔''(33)

پس جہاں جہاں ان احکامات کا درست انداز میں نفاذ ہوا تووہاں وہاں انسانیت نے اس کے مثبت ثمرات حاصل کئے

قرآن وسنت میں صرف چار جرائم کی سزائیں خود مقرر اور متعین کی گئی ہیں، جن کو شرعی اصطلاح میں حد کہا جاتا ہے۔ (1) ڈاکے کی سزا ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹنا، (2) چوری کی سزا داہنا ہاتھ کاٹنا، (3) زنا کی سزا بعض صورتوں میں سو کوڑے لگانا اور بعض سورتوں میں سنگسار کرکے قتل کرنا، (4) زنا کی جھوٹی تہمت لگانے والے کیلئے 80 کوڑے لگانا، اس کی شہادت کو قبول نہ کرنا، (5) شراب پینے کی حد باجماع صحابہؓ 80 کوڑے لگانا۔

ان پانچوں کے علاوہ اسلامی حکمران، جج، قاضی کی صوابدید پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حدود کے ذریعہ ہمارے دین کی، جان کی، مال کی، عقل، نسل کی حفاظت فرمائی ہے۔ اس لئے سزائیں اور شدید ہونے کی وجہ سے ثبوت کا معیار بھی اس کے مطابق رکھا اور اس پر بحث یا بات چیت کرتے ہوئے یہ بات بھی مدنظر رکھیں، کہ شریعت کے مطابق اسلامی حدود کا نفاذ ویسے ہی کیا جائے گا جسے دور نبوی اور خلفائے راشدین کے ادوار میں کیا گیا تھا، اس میں کسی قسم کا تغیر وتبدل نہیں کیا جا سکتا، خواہ کوئی عالم ہو، جاہل ہو، حکمران ہو یا ملازم ہو۔ یہ اس لئے کہ اسلام اپے ماننے والوں کی بھرپور اصلاح کرتا ہے اور جب وہ باغی ہو کر ایسے جرائم کرتا ہے جس سے ان حدود کی خلاف ورزی ہوتی ہو تو پھر سزا لاگو کرتا ہے۔ اسلام معاشرے میں بداخلاقی، بدکرداری کسی بھی صورت میں برداشت نہیں کرتا ہے، اس لئے حدود کی سزاؤں میں کسی قسم کی نرمی نہیں رکھی گئی ورنہ انسانی معاشرہ حیوانی معاشرہ بن جاتا۔

پاکستان میں معاشرہ کی اصلاح کے لئے درج ذیل قوانین کے نفاذ کا اعلان ہوا۔

(1) جرم حد زنا (نفاذ حدود) آرڈیننس، 1979ء، (2) جرم قذف (نفاذ حدود) 1979ء، (3) جائیداد کے متعلق جرائم (نفاذ حدود) 1979ء، (4) حکم امتناع (نفاذ حدود آرڈیننس) 1979ء،

(5) اجرائے سزائے تازیانہ آرڈیننس 1979ء

جب 1979ء کو حدود آرڈیننس جاری ہوا ۔

اسلام میں سزاؤں کا نظام عدل کے اعلیٰ ترین اصولوں کی مکمل پاسداری کرتا ہے، اس میں کسی شخص کے خلاف کسی قسم کی زیادتی یا سلوک کا شائبہ تک موجود نہیں۔ اسلام کے حدود تعزیرات کے نظام پر نام نہاد انسانی حقوق کی تنظیمیں جو اعتراضات کرتی ہیں وہ سب کے سب اسلامی نظام کی منشاء ومزاج اور اصولوں سے لاعلمی وبے خبری پر مبنی ہیں۔ یہ اس لئے کہ اسلامی نظام خالق کائنات کا دیا ہوا ہے، خالق کائنات سے بڑھ کر کون انسانی حقوق اور عدل وانصاف کے تقاضوں کی پاسداری کر سکتا ہے۔

حوالہ جات:

1)القرآن ،الشمس 9-7
2) القرآن البقرہ پ2،آیت 1817
3)اجمل حنیف محمد ،‘‘اسلامی حدود اوراس پر پائے جانے والے اعتراضات’’ ایک تحقیقی مطالعہ،این سی بی اے اورای 2014-2016 ص18
4)الزحیلی،الفقہ اسلامی وادلہ،س ن،ج7،ص242
5) القرآن النساً 14
6) نذیر احمد مفقی، حدود آرڈیننس اور تہذیبی تصادم ،مکتبہ جامعہ بنوریہ کراچی طبع اول،اگست2015،ص40
7)صدیقی حفیظ الرحمان،قرارداد مقاصد سے اسلامی قانون تک ،کراچی طاہر سنز،1981ءص 57
8)شاہتاز نور احمد ڈاکٹر،تاریخ نفاذ حدود فضلی سنز اردو بازار کراچی،طبع اول1998 ص 324
9) شاہتاز نور احمد ڈاکٹر،تاریخ نفاذ حدود فضلی سنز اردو بازار کراچی،طبع اول1998 ص 328،329
10)ایضاص336
11)شاہتاز نور احمد ڈاکٹر،تاریخ نفاذ حدود فضلی سنز اردو بازار کراچی،طبع اول1998، ص 369،370(اسلامی نظریاتی کونسل سالانہ رپورٹ اسلام آباد 1986ءص 32،317)
12)اسلامی نظریاتی کونسل سالانہ رپورٹ اسلام آباد 1986ءص 32،317
13) شاہتاز نور احمد ڈاکٹر،تاریخ نفاذ حدود فضلی سنز اردو بازار کراچی،طبع اول1998، ص 373تا374
14)شاہتاز نور احمد ڈاکٹر،تاریخ نفاذ حدود فضلی سنز اردو بازار کراچی،طبع اول1998، ص 374
15) اسلامی نظریاتی کونسل سالانہ رپورٹ اسلام آباد 1986ءص 252-261

16) گیلانی افتخار علی سید،حدود آرڈیننس اور اس میں ترامیم، تحقیقی مقالہ ایم فل علوم اسلامیہ 2006—2004 ص79

17) شاہتاز نور احمد ڈاکٹر،تاریخ نفاذ حدود فضلی سنز اردو بازار کراچی،طبع اول1998،ص354

18)ایضا، ص356،355

19) ایضا، ص 357

20) القرآن،الرعد:11

21) سنن نسائی حدیث4821،کتاب قطع السارق وابن ماجۃ4821

22) تقی عثمانی مفتی ڈاکٹر،حدودآرڈیننس ایک علمی جائزہ،بیت الکتب کراچی،ص3،2

23)القرآن- سورۃ النور ایت2

24) تفسیر ابن کثیرصفحہ نمبر 358

25) شاہتاز نور احمد ڈاکٹر،تاریخ نفاذ حدود فضلی سنز اردو بازار کراچی،طبع اول1998، ص 282

26) شاہتاز نور احمد ڈاکٹر،تاریخ نفاذ حدود فضلی سنز اردو بازار کراچی،طبع اول1998، ص 282

27)شاہتاز نور احمد ڈاکٹر،تاریخ نفاذ حدود فضلی سنز اردو بازار کراچی،طبع اول1998، ص 283،بحوالہ،الحامدی خلیل احمد،سعودی عرب کا عدالتی نظام،(تعارف)ص15

28) شاہتاز نور احمد ڈاکٹر،تاریخ نفاذ حدود فضلی سنز اردو بازار کراچی،طبع اول1998، ص 285،بحوالہ،عبدالقیوم خان سردار،آزاد کشمیر میں اسلامی قوانین کا نفاذ،ص52

29)شاہتاز نور احمد ڈاکٹر،تاریخ نفاذ حدود فضلی سنز اردو بازار کراچی،طبع اول1998،ص 393 بحوالہ محمد کرم شاہ الازہری،پیر،ماہنامہ ضیائے حرم،لاہور،شمارہ مارچ1979ءاداریہ

30) سمیع الحق مولٰنا،نفاذاسلام کی جدوجہد،جامع دارالعلوم اکوڑہ خٹک،س2019 ،ص60,61

31) منیب محمدعبد،حدود کی حکمت نفاذ اورتقاضے،مشربہ علم و حکمت،ندیم ٹاؤن ملتان روڈ لاہور،ص30,31

32) سنن نسائی حدیث4821،کتاب قطع السارق وابن ماجۃ4821

33) شاہتاز نور احمد ڈاکٹر،تاریخ نفاذ حدود فضلی سنز اردو بازار کراچی،طبع اول1998،ص 293

Bibliography

Allah Bachaya Riaz, Abdul Ghafoor Awan (2018) Causes of intolerance and need of patience in the light of Quran-o-Sunnah, *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 4* (2):196-222.

Amjad Ali, Awan, Abdul Ghafoor (2017). Comparative study of Khutbat-e- Madaras and Muhazirat-e-Seerat, *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 3* (3): 153-189.

Awan, Abdul Ghafoor, Imran Ansari (2017). Specific study of Essays relating to Hazrat Jabir Bin Abdullah, *Global Journal of Management, Social Science and Humanities, Vol.3* (3):39-56.

Awan, Abdul Ghafoor, Jamil Ahmad (2017). Concept of Spiritualism of Peer Syed Ghulam Naseeruddin Naseer Gilani of Golara Sharif, *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 3* (3):14-35.

Javeria Tehseen, Awan, Abdul Ghafoor (2017). Critical analysis of the literature relating to three divorces in one sitting, *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol .3* (3):71-84

Munawar, Syed Ali Shah, Awan, Abdul Ghafoor (2017). Importance of the study of "Seerat" in Text books of Public Educational Institutions of Punjab, *Global Journal Management, Social Sciences and Humanities, Vol.3* (4):230-51

Misbah Tehseen, Awan, Abdul Ghafoor (2017). Benefits of Marriage Life in Islam in the light of "Bahara-e-Shariat" and "Bahashti-i-Zaver", Global *Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 3* (3):106- 135.

Shakeela Naz, Awan, Abdul Ghafoor (2018) Analysis of the research papers of monthly

magazine "Burhan-i-Dehli" on the Biographies of the Holy Prophet. *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 4* (3):292-320.

Saima Rashid, Soubia Khan, Awan, Abdul Ghafoor (2018). Great saints of Multan and history of their shrines and their social importance, *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 4* (2):223- 245